فتاوئ عزیزی کامل

حضرت مولانا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الخ

مبوّب بطرز جدید

فتاویٰ عزیزی کامل

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رح

باہتمام

حاجی محمّد زکی عفی عنہ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

نام کتاب ـــــــ فتاویٰ عزیزی
جلد ـــــــــــــــــــ
ناشر ـــــــ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
ضخامت ـــــــ ۶۳۲ صفحات
کتابت ـــــــ حافظ گلزار احمد
تعداد ـــــــ ایک ہزار
پریس ـــــــ ایجوکیشنل پریس کراچی
سن طبع ـــــــ سنہ ۱۳۸۷ھ
طبع جدید ـــــــ ۱۴۰۸ھ

ملنے کا پتہ

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

حکم میں ہوا. وجہ فرق کے نہ ہونے کے باوجود اور اس واسطے وہ مذہب ظاہر یہ کے ساتھ منسوب ہوا۔ اور امامِ اعظم ابوحنیفہ رحم نے اور آپ کے تابعین نے جو امر اختیار کیا ہے وہ نہایت صاف ظاہر ہے اور بیان اس امر کا یہ ہے کہ جب ہم نے تحقیق کی تو شریعت میں دو قسم کے احکام پائے ۔

ایک قسم قواعد کلیہ ہے اور وہ جامع و مانع ہے مثلاً ہمارا یہ قول ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گناہ میں ماخوذ نہ ہوگا۔ اور یہ قول ہے کہ غنم بسبب غرم کے ہے اور یہ قول ہے کہ خراج بسبب ضمان کے ہے اور یہ قول ہے کہ عتاق یعنی آزاد کرنا فسخ نہیں ہوسکتا ۔ اور یہ قول ہے کہ بیع کامل ہوتی ہے ایجاب وقبول سے ۔ اور یہ قول ہے کہ گواہ مدعی کے لئے ہے اور قسم منکر پر ہوتی ہے اور ایسے ہی اور بھی بیشمار اقوال ہیں

اور قسم احکام کی وہ جو حوادث جزئیہ اور اسباب مختصہ میں وارد ہو گویا اس قسم کا حکم بمنزلہ استثناء کے ہے۔ ان کلیات سے جو احکام کی قسم اول ہے اور جس کا ذکر ابھی اُوپر ہولہے تو مجتہد پر واجب ہے کہ ان کلیات کو محفوظ رکھے اور جو اُمور ان کلیات کے خلاف ہوں ۔ اُن کو ترک کرے ۔ اس واسطے کہ شریعت حقیقت میں عبارت اسی کلیات سے ہے اور جو احکام اس کلیات کے خلاف ہیں کہ اس کے اسباب اور مخصصات ہمارے نزدیک یقینی طور پر ثابت نہیں تو وہ قابل اعتبار نہیں اور مثال اس کی یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب بیع میں کوئی فاسد شرط ہو تو وہ بیع باطل ہو جاتی ہے اور حضرت جابر رض کے حال میں جو وارد ہوا ہے کہ انہوں نے اونٹ فروخت کیا اور شرط کرلی کہ یہ اونٹ ہمارے صرف میں مدینہ منورہ تک رہے گا ۔ تو یہ قصہ شخصیہ جزئیہ ہے یہ معارض واسطے قاعدہ کلیہ مذکورہ کے نہ ہوگا اور ایسا ہی حدیث مصراۃ اس قاعدہ کلیہ کے معارض نہ ہوگی ۔ جو قاعدہ کلیہ قطعی طور پر شرع میں ثابت ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ غنم بسبب غرم کے ہے اور ایسے ہی اور بھی مسائل ہیں اور اس سے لازم آتا ہے کہ بہت سی ایسی احادیث پر عمل نہیں ہوتا جن میں ایسے اُمورِ جزئیہ کا ذکر ہے جو حنفی مذہب کے کسی قاعدہ کلیہ کے خلاف ہیں لیکن علماءِ حنفیہ اس کا خیال نہیں کرتے ۔ بلکہ مجتہد کے اجتہاد کی جانب ان کی توجہ رہتی ہے اور کلیات کی محافظت کا خیال رہتا ہے اور یہی کوشش رہتی ہے کہ تا امکان جزئیات ان کلیات میں مندرج رہیں ۔ یہ کلام اجمالی طور پر یہاں بیان کیا گیا ہے اور اس کی تفصیل طویل ہے ۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں اور اللہ تعالےٰ ہادی حقیقی ہے ۔

سوال : اس امر کا کیا سبب ہوا کہ مفتیوں یعنی امام اعظم وغیرہ علیہم الرحمۃ کے اقوال میں اختلاف ہوا ۔

جواب : علماء کرام میں اختلاف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ بعض علماء کا عمل ظاہر آیت اور حدیث پر ہوتا ہے اور بعض علماءِ کرام آیت اور حدیث میں تاویل کرتے ہیں ۔ یہ اختلاف فی الواقع اُصول میں اختلاف نہیں ہوتا ۔ بلکہ سلف کا یہ قول ہے ۔

اختلافُ العُلَمَآءِ رَحْمَةٌ ۔ ترجمہ : یعنی علماء کرام کے اختلاف میں رحمت ہے ۔

اس کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب علماء اپنے طور پر حق پر تھے بخلاف فرقہ خلافیہ کے کہ ان کے علماء کرام میں اصول میں اختلاف ہے کیونکہ فرقہ خلافیہ کے علماء میں سے کوئی اس امر کا قائل ہے کہ ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی ۔ اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ کو پیغمبری ملی ۔ بعض حضرۃ علی کو خدا کہتے ہیں ۔

ع به بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

سوال : اختلاف مسائل اصولِ دین میں درمیان مجتہدین اربعہ مذہب اھل سنت والجماعت کس کس مسئلہ میں ہے ہر مسئلہ مع اس کی توجیہہ کے ارشاد فرمائیں اور جب اصول دین میں مجتہدین اربعہ کے درمیان اختلاف کارفرما رہا ہے۔ تو ایک دوسرے کو اپنے سے بیگانہ کیوں نہیں جانتے بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ چاروں مذہب میں حق دائر ہے حالانکہ مجتہدین اھل سنت والجماعت کا باہمی اختلاف جائز ہے۔ گو اختلاف کم مسائل میں ہے لیکن اختلاف کا وجود ضرور ثابت ہے۔ تو مذہب امامیہ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ مذہب امامیہ میں اصول دین میں آپس میں اختلاف ہے تو اب یہ اختلاف خود دفع ہوگیا۔ گو اس مذہب میں زیادہ اختلاف واقع ہو۔ ہمارے زمانہ کے شیعہ اثنا عشریہ کو اس اختلاف سے بالکل انکار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فیما بین مجتہدین اثنا عشریہ اصول دین میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ یہی امر یعنی اصول دین میں اختلاف نہ ہونا وہ اپنے مذہب کے حق ہونے پر دلیل لے آتے ہیں۔ اور دوسرے مذہب کو اپنے مذہب سے علیحدہ جانتے ہیں اور اپنے مذہب میں شامل نہیں کرتے۔ (از منشی عاشق ملازم حکیم مہدی علی لکھنوی کہ فی الحال بسبب عتاب وہاں کے حاکم فرخ آباد میں زیر سایہ حمایت صاحبان عالیشان سکونت پذیر ہیں)

جواب : یہ جواب کہ اسی مجلس میں لکھا گیا اور جواب دیکھ کر سائل متحیر ہوا اور اس امر کا مقر ہوا کہ مولانا صاحب کے مانند کوئی دوسرا عالم اس زمانہ میں نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اھل سنت والجماعت کے علماء کرام کا اختلاف دین کے اُصول ثلاثہ میں نہیں۔ صرف بعض مسائل فرعیہ میں اختلاف لفظی فیما بین علماء واقع ہوا۔ اس اختلاف کی وجہ سے علماء کے تین فرقے ہوگئے۔ اشعریہ، ماتریدیہ اور حنابلہ۔ اصل یہ ہے کہ علماء اھل سنت کو حق تعالیٰ نے دو چیزیں مرحمت فرمائی ہیں ایک ذہن رسا کہ جس کی وجہ سے اصل مطلب تک پہنچتے ہیں الفاظ کے پابند نہیں ہوجاتے۔

اور دوسرے انصاف اور قلت حسد علماء کرام میں ہے کہ اس کی وجہ سے ہر قائل کے کلام کی بہتر توجیہہ کرتے ہیں امکان تذلیل اور تکفیر نہیں کرتے۔ مثلاً ماتریدیہ قائل ہیں صفت نامیہ کے کہ اس کو تکوین کہتے ہیں۔ وہ اس صفت کو قدیم جانتے ہیں۔ اشعریہ صفت تکوین کو اعتباری جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قدرت اور ارادہ کے تعلقات سے یہ صفت حادث ہوتی ہے۔ جیسا کہ سب صفات کے تعلقات حادث ہیں۔ اسی طرح یہ صفت بھی حادث ہے

ماتریدیہ اس امر کے قائل ہیں کہ یہ صفت قدیم ہے ماتریدیہ کے اس کلام کو اشعریہ اس پر حمل کرتے ہیں کہ ماتریدیہ کا مطلب یہ ہے کہ اس صفت کا مبدء قدیم ہے اور وہ مبدء قدرت اور ارادہ ہے اور اشعریہ ماتریدیہ کی تضلیل و تکفیر نہیں کرتے اور یہی حال دوسرے مسائل کا بھی ہے جس میں ان تینوں فرقوں میں باہم اختلاف ہے۔ مثلاً اشاعرہ اور ماتریدیہ کہتے ہیں کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور اس سے مراد کلام نفسی ہے الفاظ مراد نہیں۔ اس واسطے کہ کیفیات اصوات غیر قارہ میں الفاظ کا حدوث بدیہی ہے اور بدیہی کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ الفاظ اگرچہ کیفیات اصوات غیر قارہ ہیں۔ لیکن عدیم القرار ہونا الفاظ کا وجود تلفظی میں ہے۔ اور اس جگہ یعنی الفاظ میں ایک دوسرا وجود ہے کہ وہ وجود سامعین کی قوت متخیلہ میں ہے۔ اور وہ وجود لبطریق تجدد امثال عرصہ

دراز تک قرار پذیر رہتا ہے مثلاً شیخ سعدی رح کی گلستان کو اسی وجود کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ چھ سو تیس برس سے موجود ہے یعنی یہی الفاظ "منت مرخدائے را" آخر تک

پہلے قوت متخیلہ میں شیخ سعدی رح کے وجود پذیر ہوا۔ پھر سامعین کے متخیلہ میں آیا اور اسی طرح ایک شخص سے دوسرے کے متخیلہ میں یکے بعد دیگرے آج تک موجود ہے تو کلام لفظی الہٰی علم الہٰی میں کلام نفسی قدیم کہتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ کسی طرح بدیہی کا انکار لازم نہیں آتا بلکہ فہم سے بعید ہے کہ نص کلام اللہ غیر مخلوق کو ظاہر سے صرف کر کے کلام نفسی پر محمول کریں۔ تو اشعریہ اور ماتریدیہ نے جانا کہ حنابلہ کا کلام باعتبار بدیہی کے ہے ان کی تضلیل اور تکفیر نہ کرنا چاہیئے۔

اور اشعریہ کہتے ہیں کہ حسن اور قبح افعال میں بمعنی ایجاب ثواب وعقاب ذاتی افعال کے نہیں ورنہ شروع میں نسخ جائز نہ ہوتا اس واسطے کہ ذاتیات نہ مختلف ہوتی ہیں اور نہ اس میں تخلف ہوتا ہے۔

ماتریدیہ کہتے ہیں کہ افعال کے بارے میں شرع وارد ہونے کے قبل کوئی حکم نہیں وجوب کا نہ حُرمت کا ایسا ہی معتزلہ بھی کہتے ہیں۔ لیکن نفس فعل میں کوئی چیز ضرور ہے جو کہ مقتضی وجوب کا ہے مثلاً نماز کہ اس میں معبود کے حضور میں مناجات کرنا ہے۔ بعض فعل میں کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ مقتضی حرمت کی ہے مثلاً زنا کہ موجب اختلاط انساب ہے اور چونکہ شارع حکیم مطلق ہے۔ اس واسطے کہ اس کا حکم محض اندازی نہیں بلکہ جو فعل قابل وجوب کے ہے اس کو واجب کیا ہے اور جو فعل قابل حُرمت ہے اس کو حرام کیا ہے۔ البتہ بعض افعال کا حسن وقبح ہماری ناقص عقل سے معلوم نہیں ہوتا اور اس واسطے اشعریہ نے کہا ہے۔ کہ حسن وقبح افعال کا ذاتی نہیں تاکہ عوام اپنی ناقص عقل کو میدان پُرخطر میں جولاں نہ کریں اور جادۂ ایمان سے باہر نہ ہو جائیں۔ اسی مضمون کیطرف حضرت علی رضہ نے اشارہ فرمایا ہے:-

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهٖ

ترجمہ: یعنی اگر دین رائے پر موقوف ہوتا تو موزہ پر قدم کے اُوپر مسح کرنے سے بہتر یہ ہوتا کہ قدم کے نیچے موزہ پر مسح کریں۔ یعنی اس واسطے کہ قدم کے نیچے نجاست کا زیادہ گمان ہے تو وہاں مسح کرنا بہتر ہوتا۔

تو اشعریہ تضلیل وتکفیر ماتریدیہ کے قائل نہیں۔ اور ایسا ہی جمہور متکلمین کا یہ خیال ہے جو کہ حق تعالیٰ کی صفات کو سمجھتے ہیں۔ کہ اس کی ذات کے سوا ہے یعنی زائد ہے اور کہتے ہیں کہ "اثبات قدماء" یعنی ذوات متعددہ کا اثبات کفر ہے یہ ثابت کرنا ہرگز کفر نہیں کہ ایک ذات قدیم ہے اور اس ذات کے تابع صفات کا قدیم ہونا ہے۔ علماء ماوراء النہر نے اثبات قدماء متعددہ وتوصیفات متعددہ سے احتراز کیا ہے اور اُن کا کلام یہ ہے کہ صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں۔ اس واسطے کہ اگر عین ذات کہیں تو نفی صفات کی لازم آتی ہے اور یہ معتزلہ اور فلاسفہ کا مذہب ہے کہ صفات عین ذات ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ صفات غیر ذات ہیں تو مخالفین کا طعن وتشنیع ہم لوگوں پر ہوگا۔ کہ یہ لوگ قدماء متعددہ کے قائل ہیں۔ تو اس واسطے علماء ماوراء النہر عینیت اور غیریت دونوں کی نفی کے قائل ہیں۔ تو اس واسطے جمہور متکلمین نے سمجھا کہ نفی غیریت سے غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے۔ ہمارا قول بھی یہی ہے۔ صفات سے انکار مقصود نہیں اور اسی وجہ سے علماء ماوراء النہر نے عینیت کی بھی نفی کی ہے۔ حالانکہ عینیت کی نفی حقیقت کی نفی ہے۔ کسی چیز کی حقیقت اس چیز سے

نفی کرنا صریحًا باطل ہے۔ ایسا ہی علماء ماتریدیہ کہتے ہیں کہ سعید کبھی شقی ہو جاتا ہے اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے

اور اشعریہ کہتے ہیں کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے شکم میں سعید ہوا اور شقی وہ ہے جو اپنی ماں کے شکم میں شقی ہوا۔ اور الحاصل دونوں فریق سے ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کی غرض سمجھ کر تکفیر وتضلیل سے زبان بند کی ہے۔ اس واسطے کہ ایک فریق نے انجام پر نظر کی۔ تو اس نے کہا کہ فی الواقع سعید وہی ہے جس کا انجام یعنی خاتمہ بہتر ہو۔ اور فی الواقع شقی وہ ہے کہ جس کا انجام یعنی خاتمہ بُرا ہو۔ اور انجام یعنی خاتمہ جو مقدر میں ہوتا ہے وہ اسی وقت لکھ دیا جاتا ہے جب انسان اپنی ماں کے شکم میں رہتا ہے۔ تو اس فریق نے تقدیر کا لحاظ کیا اور یہ کہا کہ فی الواقع سعید اور شقی ہونا تقدیر کی بنا پر ہے کہ مقدر میں جو ہوتا ہے وہی جب انسان اپنی ماں کے شکم میں ہوتا ہے اسی وقت لکھ دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے فریق نے اس امر پر لحاظ کیا کہ انسان کی حالت تبدیل ہوا کرتی ہے۔ کبھی گناہ کرتا ہے کبھی نیکی کرنے میں مصروف ہوتا ہے تو اس اعتبار سے یہ دوسرا فریق تبدیل شقاوت وسعادت کا قائل ہوا۔

ایسا ہی اختلاف ایمان کے بارے میں واقع ہوا۔ تو شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ کے جمہور محدثین کی رائے یہ ہے کہ ایمان تصدیق واقرار وعمل ہے بایں معنی کہ عمل سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ یقینی طور پر اپنے کو مؤمن نہیں کہتے۔ اس واسطے کہ عمل کا حال معلوم نہیں کہ قابل قبول ہوتا ہے یا نہیں۔ اور یہ کہتے ہیں۔

اَنَا مُؤمِن اِن شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ: یعنی اگر خدا کو منظور ہے تو میں مؤمن ہوں۔

اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار سے تصدیق کا حال معلوم ہوتا ہے تو اس واسطے حنفیہ کہتے ہیں۔ کہ انا مؤمن حقًّا یعنی میں یقینًا مؤمن ہوں۔ اس واسطے کہ اگرچہ کمال ایمان میں شبہ ہے کیونکہ ایمان عمل کے سبب سے ہوتا ہے اور عمل میں شبہ ہے کہ قابل قبول ہے کہ نہیں اور نفس ایمان تصدیق ہے کچھ شبہ نہیں۔ ایسا ہی اختلاف اہل سنّت کے سب فرقوں میں ہے کہ صرف مسائل فرعیہ میں اختلاف ہے اور فیما بین اثنا عشریہ بعض اُصول دین میں بھی اختلاف ہے چنانچہ بعض اثنا عشریہ بداء اور مراجعت کے قائل ہیں اور بعض کو اس سے انکار ہے اور ایسا ہی جمہور اثنا عشریہ کا قول یہ ہے کہ کلام اللہ کا زیادہ حصہ مخالفین اثنا عشریہ نے کم کر دیا ہے اور ایسا ہی کتاب اعتقادات میں صدوق ابن بابویہ کو اس قول سے نہایت انکار ہے۔ اور نہایت سختی سے اس قول کی نفی کی ہے اور ہبۃ اللہ اثنا عشری اس امر کا قائل ہے کہ قیاس حجت ہے۔ اور اثنا عشریہ کے اور لوگوں کو اس قول سے انکار ہے اسی وجہ سے یہ لوگ ابن بابویہ کو ثلث عشریہ کہتے ہیں۔ تاہم اس بارے میں ایک دوسرے کی تضلیل وتکفیر نہیں کرتے۔ اس واسطے کہ ابن بابویہ کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور صدوق اس کا لقب رکھا ہے تو اثنا عشریہ کا جو یہ طعن ہم لوگوں پر ہے کہ یہ لوگ باہمی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی تضلیل نہیں کرتے تو اس کا جو جواب اثنا عشریہ دیں گے وہی جواب ہمارا بھی ہے۔ فقط۔

سوال : کوئی مقلد کہ کسی ایک مجتہد کے ساتھ اس کا حسن ظن ہے اور اس کی اقتدا کرتا ہے اور بعض شرعی احکام ہیں کہ اس میں اس مجتہد کا قول کتاب وسنت کے خلاف ہے اور اکثر علماء دین کا بھی قول ان احکام میں اس مجتہد کے قول کے خلاف ہے تو اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ کہ قیامت میں مؤاخذہ سے بری ہو۔ اس واسطے کہ ظاہرًا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت